Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Commercial Principles and Ethics: Specific Study in the Light of the Prophet's Siraah

تجارتی اصول اور اخلاقیات: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اختصاصی مطالعہ

Muhammad Safdar

M.Phil. Research Scholar Faculty of Usuluddin, International Islamic University Islamabad, safdarhusain282@gmail.com

Waleed Bin Safeer

MPhil Scholer Muslim Youth University Islamabad, waleedbinsafeer786@gmail.com

Abstract

Allah Almighty is not only the creator of man but also the Lord. Alongside the creation of man, He equipped them to navigate life's challenges and consistently guided humanity by sending His perfect and holy servants. While countless individuals have lived exemplary lives, the prophets stand out as beacons for all humanity. Their impeccable character, evident in every moment of their lives, is adorned with morality and noble qualities. Life and its challenges are intertwined; every individual faces their own struggles, including those related to trade and commerce. Allah has designated trade as a means to fulfill human economic needs, making traders integral to society. When trade aligns with Sharia principles and traders uphold righteousness, trustworthiness, and piety, society thrives in security and peace. Conversely, deviating from Sharia principles and engaging in dishonest practices leads to societal decay and oppression. Efforts should be made to ensure that business professionals are acquainted with the character of the Prophet (PBUH) and strive to emulate it. They should also prioritize supporting disadvantaged communities in earning lawful

CC BY

livelihoods and refrain from unlawful profiteering. It is imperative that trade does not distract from worship and righteous deeds. By upholding these principles, trade transcends mere profit-seeking and becomes a manifestation of religious values.

Keywords: Allah Almighty, prophets, trade, Sharia principles, righteousness

تمہید

اللہ تعالیٰ انسان کا صرف خالق ہی نہیں رب بھی ہے۔ اس نے انسان کی تخلیق فرمانے کے ساتھ ساتھ اس کے مسائل زیست میں کامیابی پانے کا سامان بھی پیدا فرمایا اور اس نے اپنے کامل و مقدس بندوں کو بھیج کر انسانیت کی رہنمائی فرمائی۔ یوں تو نوعِ انسانی کے بلند پایہ طبقوں میں تخلیق خداوندی کے شاہکار ہزاروں لاکھوں انسان نمایاں ہیں جنھوں نے اپنی زندگیاں ایسی بسر کیں کہ وہ بعد میں آنے والوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں مگر ان میں انبیائے کرام کی سیرت طیبہ بطورِ خاص تمام انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ اور مشعل راہ ٹھہری۔ کیونکہ ان کی سیرت بلکہ ان کا ہر ہر لمحہ ہر لحاظ سے بے داغ اور ان کا دامن حسن اخلاق و تابناک کردار سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ جب انسانیت فکری مراحل طے کرتی ہوئی اپنے نقطہ ارتقا کو پہنچی تو اُس گروہ انبیاء کے سرادر، افضل الخلق، ہمارے پیارے آقا و مولیٰ ختم المرسلین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو دکھی انسانیت کی مکمل ہدایت اور ابدی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ کی حیات مبارکہ کو قیامت تک آنے والی پوری انسانیت کیلئے اسوۂ حسنہ قرار دے دیا۔ جو نا صرف زندگی کے ہر ہر پہلو کا احاطہ کئے ہوئے ہے بلکہ وہ کامیاب زندگی کی ضامن بھی ہے۔ اس میں معاشرے کے ہر ہر فرد کے لئے بدرجہ اتم ہدایت و رہنمائی موجود ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللَّہ والیوم الآخروذکر اللہ کثیرا[1]

یہ آیت کریمہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی اتباع کرنے میں بہت بڑی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس آیہ کریمہ میں ایک بات تو یہ واضح فرمائی گئی کہ رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ پوری انسانیت کے لیے ایک حسین اور دلکش نمونہ ہے۔ پھر یہ واضح فرمادیا کہ جس طرح کسی چیز کے حسن کو سمجھنے کے لیے ایک صلاحیت درکار ہوتی ہے مثلاً خوبصورت پھولوں کو وہ شخص دیکھے گا جو بینا ہو، جو چشم بینا سے محروم ہو گا وہ اس حسن کو دیکھ ہی نہیں پائے گا۔ ایسے ہی نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ جو کہ آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن و واضح ہے لیکن آپ کا یہ حسن و دل ربائی صرف اسی کو نظر آئے گی جو نظر بینا رکھتا ہو، جس کی بنیاد ایمان باللہ کے بعد اطاعت و اتباع رسول ﷺ پر ہے۔ جو بندہ مسائل حیات کے حل و درستگی میں جتنا زیادہ سنجیدہ ہو گا اسے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں اتنی زیادہ کشش ہو گی اور وہ ہر مسئلے کا حل بھی سرکار نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی تعلیمات سے

OPEN ACCESS
CC BY

پائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنا، ہم پر لازم بھی ہے اور محبت کا تقاضا بھی۔ اور یہ بات بھی پوری طرح واضح رہنی چاہیے کہ یہ محبت اور تقاضا کسی ایک لمحے کے لئے نہیں زندگی ہر ہر لمحے کے لئے ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی سیرت مقدسہ کا جاننا کوئی ایسی امر نہیں کہ جس کا تعلق صرف معلومات میں اضافے کے ساتھ ہو بلکہ سیرت النبی ﷺ کو جاننے سے جہاں انسانی افکار و خیالات یکسر تبدیل ہو جاتے ہیں وہاں انسانی زندگی اس نہج پر ڈھل جاتی ہے جو انسان کو دارین کی سعادتوں کا امین بنا دیتی ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان کے تعلق کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ مضبوط کر دے وہ مومن کے لیے دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے اور سیرت النبی ﷺ سے آگاہی تو وہ سعادت ہے جو انسان کو ان راہوں پر چلا دیتی ہے جو دنیا و اخرت میں فوز و فلاح کی راہیں ہیں۔

انہی معاملات میں ایک معاملہ تجارت اور تاجروں سے متعلق ہے۔ تجارت اور تاجر کسی بھی معاشرے کا بہت اہم طبقہ ہوتے ہیں اگر تجارت شرعی اصولوں کی پاسداری کے ساتھ ہو اور تاجر فرض شناس، امانت دار اور خدا ترس ہوں تو معاشرہ سلامتی اور سکون کی فضا میں رہتا ہے۔ اگر امور تجارت شرعی اصولوں کے خلاف اور تاجر بد دیانت، ملاوٹ کے عادی، کم تولنے والے اور پیسے جمع کرنے کے حریص ہو جائیں تو لوگ پِس جاتے ہیں اور معاشرے تباہ ہو جاتے ہیں۔ اگر تاجر امانت داری سے تجارت کریں تو نہ صرف یہ کہ ان کے رزق حلال میں برکتیں اُمڈ آتی ہیں بلکہ ان کی تجارت ایک بہت بڑی عبادت بن جاتی ہے اور اگر یہ جلبِ زر کی ہوس میں قانون اور اخلاقیات کی حدود پامال کر دیں تو نہ صرف یہ کہ ان کے دلوں کا سکون غارت ہو جاتا ہے بلکہ گھروں سے برکتیں اٹھ جاتی ہیں اور مال وزر کی ہوس ان کی راتوں کی نیند چھین لیتا ہے۔ ان کے ایسے رویے پورے معاشرے کو ایک کرب اور فساد میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تجارت کا طریقہ کار:

رسول اللہ ﷺ کو لین دین میں حد درجہ مہارت اور تجارتی اصولوں میں کمال درجہ کی بصیرت حاصل تھی۔ رسول اللہ ﷺ ہر معاملہ سچائی اور امانت داری سے فرماتے اور ہر معاملے میں سچا وعدہ کرتے اور جو وعدہ کرتے اس کو ضرور پورا فرماتے۔ آپ کے تجارتی دوست عبد اللہ بن ابو الحمساء بیان کرتے ہیں:

"میں نے بعثت سے پہلے ایک بار نبی کریم ﷺ سے ایک معاملہ کیا میرے ذمے کچھ دینا باقی تھا میں نے عرض کیا کہ میں ابھی لے کر آتا ہوں اتفاق سے گھر جانے کے بعد اپنا وعدہ بھول گیا، تین روز بعد یاد آیا کہ میں آپ ﷺ سے واپسی کا وعدہ کرکے آیا تھا، یاد آتے ہی فوراً آپ ﷺ کے مکان پر پہنچا معلوم ہوا کہ دو روز گزر گئے، آج تیسرا دن ہے وہ مکان پر نہیں آئے، گھر والے خود پریشان ہیں، میں یہاں سے روانہ ہوا اور جہاں جہاں خیال تھا، سب جگہ آپ ﷺ کو تلاش کیا لیکن آپ کہیں نہیں ملے تو احتیاطا وعدہ کی جگہ پر پہنچا میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب دیکھا کہ آپ ﷺ اسی مقام پر موجود ہیں اور میرا انتظار فرما رہے ہیں اور زیادہ

CC BY

حیرت اس بات پر ہوئی کہ مسلسل تین دن انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد بھی جب میں نے معذرت کی تو آپ نہ ناراض ہوئے اور نہ ہی تلخ کلامی فرمائی"

صرف اتنا کہہ کر خاموش ہوگئے اور وہ بھی دھیمی آواز میں:

"یَا فَتَی! لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُکَ"

"ارے بھائی! تو نے مجھے زحمت دی میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔[2]

آپ ﷺ ہر کام میں اپنا معاملہ ہمیشہ صاف رکھتے تھے بالخصوص تجارت میں۔ حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کا شریکِ تجارت تھا، جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں"

كُنْتُ شَرِيْكِي فَنِعْمَ الشَّرِيْكُ لَاتُدَارِيْ وَلَا تُمَارِيْ[3]

"آپ تو میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھے شریک، نہ کسی بات کو ٹالتے تھے اور نہ کسی بات پر جھگڑتے تھے"۔

اس کی ایک اور نظیر یہ بھی ہے کہ حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شریک تجارت تھے:

"وَکَانَ خَيْرَ شَرِيْکٍ لَايُمَارِيْ وَلَايُسَارِيْ"[4]

مفہوم: آپ بہترین شریکِ تجارت تھے، نہ جھگڑتے تھے اور نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔

عمل تجارت اور امین کا خطاب

اہل عرب خصوصاً قریش یعنی بنو اسمٰعیل ظہورِ اسلام سے ہزاروں برس پہلے سے تجارت پیشہ تھے۔ آپ ﷺ کے جد اعلیٰ حضرت ہاشم نے قبائل عرب سے تجارتی معاہدے کر کے اس خاندانی طریقۂ اکتساب کو اور زیادہ مستحکم و منظم کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ معاش کی طرف متوجہ ہوئے تو تجارت سے بہتر کوئی پیشہ نظر نہ آیا۔ داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ لوگوں کا بیان ہے کہ سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شان سے جوان ہوئے کہ آپ اپنی قوم میں سب کے زیادہ بامروت اور سب سے زیادہ خلیق تھے۔ بہت زیادہ ہمسایوں کے خبر گیر اور سب سے زیادہ علم والے، بردبار اور سب سے زیادہ سچے و امانت دار، خصومت و دشنام و فحش اور ہر بری بات سے بہت زیادہ دور تھے۔ تبھی آپ کی قوم نے آپ کو "امین" کا لقب دے رکھا تھا۔[5]

تجارتی اسفار میں رسول اللہ ﷺ کے خصائل حمیدہ:

نبی اکرم ﷺ اپنی عمر مبارک کے پچیسویں سال تک تجارتی اسفار میں اپنے اخلاقِ کریمانہ، حسنِ معاملہ، راست بازی، صدق و دیانت کی وجہ سے اتنے زیادہ مشہور ہو چکے تھے کہ خلقِ خدا میں آپ "صادق و امین" کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ ﷺ کے پاس لوگ کھلے اعتماد کے ساتھ اور بے دھڑک اپنی امانتیں رکھواتے تھے۔ آپ کی راست بازی اور حسن کردار کا سکہ ہر فردِ بشر

CC BY

کے دل پر بیٹھ گیا اور مکہ کے بڑے بڑے تاجر اور مال دار آپ کے ساتھ شریک تجارت ہونے کی خواہش کرنے لگے۔ آپ ﷺ کچھ دنوں تک سائب بن قیس مخزومی کے سرمایہ سے تجارت کرتے رہے۔

آپ کی امانت و دیانت تجارت میں بھی ضرب المثل تھی ۔ آپ کی انہیں صفات سے متاثر ہو کر مکہ کی ایک متمول بیوہ خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو شریک کاروبار کر لیا اور آپ ان کا تجارتی سامان لے کر شام کی طرف گئے۔ رسول کریم ﷺ نے خود بھی تجارت فرمائی۔ آپ ایک تجارتی سفر میں جناب ابو طالب کے ساتھ شام بھی تشریف لے گئے۔ آپ نے مختلف دیگر تجارتی قافلوں کے ساتھ بھی تجارت کی غرض سے سفر کیا۔ آپ تجارت کے سلسلہ میں شام، یمن، اردن اور بحرین بھی تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی امانت و دیانت، صاف گوئی و باعتمادی اور تجارتی اصولوں کے فہم کامل کے سبب دوگنا نفع کمایا۔

ان واقعات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے جہاں حجاز مقدس سے باہر تجارت میں کی غرض سے اسفار فرمائے وہاں آپ نے مکہ مکرمہ میں بھی تجارت فرمائی۔ آپ نے صرف تجارت ہی نہیں فرمائی بلکہ آپ نے گلہ بانی کے پیشے کو بھی شرف بخشا اور دیگر کام بھی کیئے۔

اعلان نبوت کے بعد رسول اللہ ﷺ کا ذریعہ معاش

منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد آپ کے امور تجارت میں کمی واقع ہوئی لیکن یہ سلسلہ کلی طور پر بند نہیں ہوا ۔ دنیا و مافیہا کے ماوی و ملجا، وجہ تخلیق کائنات و یتیموں اور بیواؤں کے سہارا ہمارے پیارے آقا ﷺ کے لئے کیسے ممکن تھا کہ آپ دوسروں کو ہاتھ سے کما کر کھانے کی تلقین کریں اور خود دوسروں کے اموال پر انحصار کریں بایں طور کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو تحائف و ہدایا اور نذرانے آپ کو پیش کرتے آپ ان پر بھروسہ کرتے اور صرف انہی پر توکل فرماتے ہوئے عملاً کسی کام میں شرکت نہ فرمائیں۔ البتہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام انصار کے یہ پُر خلوص ہدیے تو محض ان غلاموں و عقیدت مندوں کی تالیف قلب اور عزت افزائی کے لئے قبول فرماتے۔

مال غنیمت

نبی کریم ﷺ غزوات میں نہ صرف شریک ہوتے بلکہ امیر لشکر بھی ہوتے تھے۔ اس لئے مال غنیمت کا جو حصہ مجاہدوں اور غازیوں میں تقسیم کیا جاتا تھا اس میں سے خمس حضور ﷺ کے لئے خاص تھا۔ یوں مال غنیمت سے ملنے والا حصہ بھی نبی کریم ﷺ کی معاش کا ایک ذریعہ تھا۔ کیونکہ بعض غزوات میں کثیر مال غنیمت مسلمانوں کو ملا۔ مثلاً صرف مقام ہوازن سے جو مال غنیمت حاصل ہوا اس میں بقول امام واقدی چھ ہزار غلام و باندیاں، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔[6]

صحابہ کرام کا باغات وقف کرنا:

OPEN ACCESS
CC BY

اللہ تعالیٰ نے جب ہم جیسی اپنی ادنیٰ مخلوق کے رزق کا ذمہ خود اٹھایا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مقربین کو بے یار و مدد گار چھوڑ دے۔ وہ اپنے مقربین کی ہر طرح سے کفالت اور مدد و نصرت بھی فرماتا ہے۔ مخیریق نامی یہودی بنو نضیر میں ایک معتبر عالم تھا۔ اس کے پاس سات باغات تھے۔ وہ غزوہ احد کے دن حضور ﷺ پر ایمان لائے اور صحابہ کرام کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوئے۔ انہوں نے وصیت کی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرے ساتوں باغات رسول اللہ ﷺ کے ہوں گے۔ چنانچہ وہ شہید ہو گئے تو ان کے سارے باغات حسب وصیت حضور ﷺ کی ملکیت میں آ گئے۔ یہ وہ مرحلہ تھا کہ جب غزوہ احد، جس میں بظاہر مسلمانوں کو مکمل فتح حاصل نا ہو سکی اور مسلمانوں کو کوئی مال غنیمت نہیں ملا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[7]

"اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (دنیا و آخرت کے رنج و غم سے) نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رِزق عطا فرماتا ہے۔ جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا"۔ کے وعدہ کی ایک جھلک دکھاتے ہوئے اس موقعہ پر اپنے محبوب ﷺ کو ایک ایسی جگہ سے رزق پہنچایا کہ جس کا معنی و مفہوم اس آیت سے ظاہر و باہر ہے۔[8]

بادشاہوں اور وفود کے ہدایا:

نبی کریم صلی ﷺ کی معاش کا ایک ذریعہ صحابہ کے ہدایا کے علاوہ مختلف ممالک کے بادشاہوں کے تحائف اور ہدیے بھی تھے۔ جن کو آپ ﷺ ان کی عزت افزائی اور تالیف قلب کے لئے قبول فرما لیتے تھے۔ ایک مرتبہ مقوقس (شاہ مصر) نے دو لونڈیاں، ایک جوڑا کپڑے اور ایک سفید خوبصورت خچر (جس کا نام دُلدُل) بطور تحفہ بھیجا۔ عامل قیصر فروہ بن عمر جذامی نے ایک عمدہ خچر، گھوڑے، کپڑے اور سندس کی قبا بھیجی۔ اسی طرح شاہان مملکت کے علاوہ مختلف وفود جو تحائف و ہدایا لاتے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔

یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ دولت مند آپ کے پاس اپنی دولت لیکر آتے لیکن آپ ﷺ اسے جمع فرمانا بلکہ اسے پاس رکھنا گوارا نہ فرماتے بلکہ آپ ﷺ نے اپنی سارا مال خلق خدا کی حاجت روائی اور خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیا۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور معاشی زندگی پر مختصر اَگلام کرنے کے بعد اب ان چند اخلاقی پہلوؤں کو ذکر کرنا مناسب ہو گا جن کی تعلیم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بہترین معاشرے کی تکمیل کے لئے دی اور صحابہ کرام کے واسطے سے وہ اصول و ضوابط ہم تک پہنچے۔

1۔ تجارت کا عبادت بننا:

تجارت کے متعلق ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ تجارت دنیاداری ہے جس کا دین اور عبادت سے کوئی تعلق نہیں یا تجارت بھی کسی صورت میں عبادت بن جاتی ہے؟ اور یہ وہ بنیادی سوال ہے جس کے اثرات پوری تجارتی سوچ پر پڑتے ہیں جو بندہ یہ سمجھتا ہے کہ نماز تو عبادت ہے لیکن تجارت کا دین یا عبادت سے کوئی تعلق نہیں وہ پھر نماز تو ہدایات ربانی کے مطابق پڑھتا

OPEN ACCESS
CC BY

ہے لیکن تجارت اپنی سوچ کے مطابق کرتا ہے۔ جو بندہ یہ نظریہ رکھے گا کہ نماز میرا دین ہے لیکن تجارت میرا کاروبار ہے، وہ پھر کاروبار میں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا کوئی فرق نہیں کرے گا۔ یوں اس کی تجارت ہر لحاظ سے صرف اپنے مفاد تک محدود ہو جائے گی۔ وہ ملاوٹ کرنے، کم تولنے اور دھوکا دہی کرنے سے احتراز نہیں کرے گا کیونکہ اس کے نزدیک یہ اس کا کاروبار ہے جسے وہ اپنی مرضی اور اپنے مفاد کے مطابق کرنے کا پورا حق رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں جو بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں تجارت بھی ہدایات ربانی کے مطابق کروں تو میری تجارت بھی عبادت بن جائے گی پھر وہ تجارت میں اپنے آپ کو آزاد نہیں سمجھے گا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے اس کا بھی وفادار ہے گا اور مخلوق کی سہولت کو بھی مد نظر رکھے گا۔ اس معاملہ میں سیرت نبوی ﷺ کا پیغام یہ ہے کہ تجارت ایک معزز پیشہ ہے اور کچھ شرائط کی پابندی اسے بہت بڑی عبادت بنا دیتی ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کے اس پہلو سے یہ صاف واضح ہو رہا ہے کہ تجارت ایک مقدس شعبہ ہے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے

2۔ تجارت میں امانتداری کو لازم پکڑنا:

امانت داری ایک ایسا پہلو ہے کہ جب یہ وصف کسی تاجر میں پایا جاتا ہے تو اس کا تجارتی میدان میں سکہ چلتا ہے۔ وہ اپنی Good Well کی بنیاد پر معاشرے اور بالخصوص تجارتی میدان میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے تجارت میں بھی ہمیشہ امانت و دیانت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سوچ سنت نبوی سے انحراف کی ہے کہ بندہ یہ کہے کہ اگر میں نے تجارت میں امانت داری کی راہ اپنائی تو مجھے بہت نقصان اٹھانا پڑے گا۔ سیرت طیبہ اس منفی سوچ کی تردید کرتی ہے۔ رسول کریم ﷺ تجارت میں جس طرح امانت و دیانت کو ملحوظ رکھتے تھے اس کی گواہی تو وہ لوگ بڑے فخر سے دیتے ہیں جو آپ کے اعلان نبوت سے قبل آپ کے شریک تجارت تھے۔

3۔ تاجر کا تجارت میں اصول کا پابند ہونا:

تاجروں کو در پیش مسائل میں ایک بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ کیا تجارت کرنے میں آزاد ہوتے ہیں کہ وہ جیسے چاہیں تجارت کریں اور جس طرح چاہیں نفع کمائیں، ان پر کوئی قانونی یا اخلاقی پابندی نہیں ہے یا انہیں تجارت میں بھی خدائی ہدایات کی پیروی کرنی ہو گی۔ اس تناظر میں سیرت نبوی ﷺ سے واضح ہے کہ کوئی بھی تاجر اپنی من مانی کرتے ہوئے تجارت کرنے میں آزاد نہیں ہوتا اور نہ اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو چاہے تجارت کرے اور نہ ہی یہ حق حاصل ہے کہ جیسے چاہے تجارت کرے (یعنی نہ تو اسلام کے اصولوں کے خلاف جائے اور نہ ہی حرام کردہ اشیاء کی تجارت کرے)۔ بلکہ اسے ہر قدم پر ان ہدایات قرآنی کی پیروی لازم ہے جس کی تفصیلات رسول کریم ﷺ کی تعلیمات اور آپ کی سیرت طیبہ میں بتلائی اور واضح کی گئی ہیں۔

4۔ سودی تجارت کی ممانعت:

قرآن پاک میں جہاں سود کی حرمت پر آیات نازل ہوئیں وہاں اس سودی لین دین کے معاشرتی نقصانات کی مکمل وضاحت نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں بھی ملتی ہے۔ سودی معاملات کرنے والوں کے للّٰہیت کی بجائے خود غرضی، سخاوت کی جگہ

OPEN ACCESS
CC BY

قساوت قلبی، ایثار کی جگہ طمع و حرص اور وفاداری کی جگہ بے وفائی جنم لیتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے یہ بھی حکم فرمایا کہ ہر ایسا کاروبار حرام ہو گا جس میں سود پایا جائے۔ اگر کوئی بندہ ارکان اربع کا پابند ہے لیکن اس کا کاروبار لوگوں کو سود پر پیسے دینا ہے تو وہ حقیقت دین سے محروم ہے۔ حرام کھا کر خود بھی دوزخ کا ایندھن بن رہا ہے، اپنے بچوں کو حرام کھلا کے دوزخ کا ایندھن بنا رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سودی کاروبار کو حرام قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسا کاروبار کرنے والے شخص پر لعنت فرمائی ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لعن رسول الله ﷺ اکل الربا وموکله و کاتبه و شاهدیه و قال و هم سواء[9]

"رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر اسے کھلانے والے پر اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور آپ نے فرمایا کہ وہ سب برابر کے گناہ گار ہیں"۔

رسول کریم ﷺ کی تعلیمات اور آپ کی سیرت طیبہ کے ان پہلوؤں سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی تاجر کیلئے ہر کاروبار کرنا جائز نہیں ہوتا بلکہ مسلمان کاروبار میں بھی احکامات الٰہیہ کا ایسے ہی پابند ہے جیسے نماز کی رکعتوں میں پابند ہے ورنہ اس کا کاروبار حلال نہیں رہے گا۔ واضح رہے کہ نقد چیز کم قیمت پر بیچنا اور قسطوں پر اسی چیز کو اس سے مہنگا بیچنا جائز ہے یہ سود نہیں ہے۔ امام ترمذی حدیث نهی رسول الله عن بيعتين في بيعة کے تحت فرماتے ہیں:

وقد فسر بعض أهل العلم قالو ابیعتین فی بیعة ان یقول ابیعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسیئة بعشرین ولا یفارقه علی أحد البیعین فان فارق علی احد منهما فلا باس اذا کانت العقد علی واحد منهما۔[10]

بعض اہل علم نے اس حدیث کی شرح میں کہا ہے کہ ایک بیع میں دو بیع سے مراد یہ ہے کہ بیچنے والا خریدنے والے سے کہے کہ میں تمہیں یہ کپڑا نقد دس درہم میں اور ادھار بیس درہم میں بیچتا ہوں اور پھر کسی ایک رقم پر اتفاق کیے بغیر الگ ہو گئے تو یہ بیع جائز نہیں ہو گی لیکن اگر وہ ان دونوں میں سے کسی ایک بیع پر اتفاق کرنے کے بعد جدا ہوئے تو یہ بیع جائز ہو گی کیونکہ معاملہ ایک بیع پر طے ہو گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر ایک معاملہ طے ہو جائے تو قسطوں پر چیز نقد کی نسبت مہنگی بیچنا جائز ہے۔ ائمہ اربعہ اور جمہور کا یہی موقف ہے۔

ایک تاجر کے لئے ضروری ہے کہ وہ جو چیز کمائے تو اسے حلال و حرام کی تمیز رکھنی چاہئے۔ کیوں کہ حرام کھانے سے دل مردہ ہوتا ہے۔ امور صالحہ کی انجام دہی سے دل اچاٹ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ عبادات بھی قبول نہیں ہوتیں اور دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے:

عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ليأتين على الناس زمان، لا يبالي المرء بما أخذ المال، أمن حلال أم من حرام[11]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا وہ اس میں فکر مند نہ ہوں گے کہ وہ جو مال کما رہے ہیں وہ حلال ہے یا حرام"۔

CC BY

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ کا مقرب ہو اور اس کا حشر بھی مقربین جیسا ہو تو اس کو اپنے ہر تجارتی فعل کی انجام دہی میں اطاعت خداوندی واطاعت رسول کو مقدم رکھنا چاہیے۔

5۔ تجارت میں برکت کیسے ممکن ہے:

ایک کامیاب تاجر کے لیے امانت، سچائی، وعدے کی پابندی اور خوش اخلاقی تجارت کی جان ہیں۔ جو بھی تاجر بد دیانتی ،ملاوٹ اور دھوکا دہی سے تجارت کر رہا ہوتا ہے دراصل وہ اپنے خیال میں اپنی روزی بڑھانے کے لیے ایسا کر رہا ہوتا ہے تو سوال یہ ہے کہ انسان کی روزی میں برکت جھوٹ بولنے اور بد دیانتی سے آتی ہے یا سچ بولنے اور امانتداری سے۔ اس تناظر میں سیرت نبوی ﷺ سے یہ بات واضح ہے کہ روزی میں برکت بد دیانتی سے نہیں آتی امانتداری سے آتی ہے واضح رہے کہ رزق کی برکت سے مراد صرف اعداد و شمار کی زیادتی نہیں۔ اگر پیسہ بہت زیادہ ہو جائے لیکن وہی پیسہ انسان کیلئے وبال جان بن جائے یا وہی پیسہ احباب سے دوری ، مخلوق خدا پہ ظلم اور اخلاق کے بگاڑ کا سبب بن جائے، انسان کا سکون چھن جائے اور اضطراب و کرب میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پیسہ بظاہر جتنا بھی زیادہ ہے برکت سے خالی ہے لیکن اگر بظاہر پیسہ کم بھی ہو لیکن اس سے انسان کے وقار میں اضافہ ہو وہ اس کے لیے امن و سکون اور خدمت خلق کا ذریعہ بن جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس روزی میں برکت ڈال دی گئی ہے۔ تجارت کرنا کتنا
بابرکت عمل ہے اس کی اہمیت حضرت ابن عباس کی اس روایت سے واضح ہے کہ

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رزق کے بیس دروازے ہیں اس میں سے انیس تجارت کے لئے اور ایک صنعت (کاریگری) کا ہے"۔

اس وجہ سے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ تجارت کو اپنائے اور اس میں مہارت حاصل کرے۔ ایک تاجر کو چاہیے کہ وہ اپنے قول میں سچا ہونے کے باوجود بھی قسم ہر گز نہ کھائے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے خرید و فروخت میں قسم کھانے سے روکا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(سامان بیچتے وقت دکاندار کے) قسم کھانے سے سامان تو جلدی بک جاتا ہے لیکن وہ قسم برکت کو مٹا دینے والی ہوتی ہے۔[12]

ایک تاجر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنا ظاہر و باطن ایک جیسا رکھے تا کہ لوگ اس سے نفع حاصل کریں اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ، فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ، إِنَّ الشَّيْطَانَ، وَالإِثْمَ يَحْضُرَانِ البَيْعَ، فَشُوبُوا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ

OPEN ACCESS
CC BY

" قیس بن ابی غزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں سماسرہ کہا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کا گروہ، شیطان اور گناہ بیع میں شریک ہوتے ہیں، لہٰذا اپنی بیوع کو صدقات کے ساتھ ملا دو اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن اور صحیح حدیث کہا ہے "۔ [13]

6۔ سچے تاجر کی فضیلت اور جھوٹے تاجر کی مذمت

سچائی اور حقیقت بیانی تاجر کی لازمی صفات میں سے ہیں جن کے ذریعے وہ برکت اور رزق کثیر کا مستحق بن جاتا ہے۔

اگر تاجر

تجارت کرتے ہوئے خدا ترسی اختیار کرے، نیکی کی راہ نہ چھوڑے اور سچائی کو لازم پکڑے تو ایسی تجارت کے سبب وہ قیامت کے دن نیکوکاروں میں اٹھے گا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

التاجر الصدوق الامین مع النبین و الصدیقین و الشهداء[14]

مفہوم: سچا اور امانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاء کرام، صدیقین اور شہدا کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "سامان بیچنے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنے سامان سے متعلق ہر قسم کے ظاہر اور پوشیدہ نقائص کو ظاہر کریں اگر اس نے اسے چھپایا تو وہ ظالم اور ملاوٹ کرنے والا بن جاتا ہے اور (حدیث کی روشنی میں) ملاوٹ کرنا حرام ہے۔"

حضرت انس سے مروی ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے سچے تاجر کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سچا تاجر عرش کے سائے میں ہو گا۔"[15]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"مَنْ طَلَبَ الدنيا حَلالاً وَاستعفافاً عنِ المسئلةِ، وَسعياً على عيالِه، وتعطّفاً على جارِه لَقِيَ اللّٰهَ، وَوَجْهُه كالقمرِ ليلةَ البدرِ"[16]

" جس شخص نے دنیا (مال) کو حلال طریقے سے کمایا، سوال سے بچنے کے لئے (یعنی تاکہ تنگ دستی کی وجہ سے لوگوں سے سوال کرنا نہ پڑے)، اپنے اہل وعیال کی پرورش و کفالت کے لئے اور اپنے پڑوسی پر احسان کرنے کے لئے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہو گا"۔

اور برے تاجر کی مذمت میں ایک حدیث اس طرح ہے، "نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"ثلاثًا لاَيُكلّمُهمُ اللّٰهُ يومَ القيامةِ، ولاَيُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عذابٌ أليمٌ، المنّانُ، والْمُسْبِلُ، والمنفقُ سِلعتَه بالحلفِ الكاذبِ۔" [17]

OPEN ACCESS

ترجمہ: "تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا، گناہ سے ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک

ایک تاجر کے اخروی مقام کو واضح فرمایا کہ اگر تاجر تجارت میں خدا ترسی چھوڑ دے تو وہ قیامت کے دن فاجروں میں اٹھے گا۔ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے۔ آپ نے لوگوں کو تجارت میں مشغول پایا۔ آپ نے فرمایا:

اے گروہ تُجّار! میری بات غور سے سنو۔ آپ کی آواز سن کر تاجروں نے اپنی گردنیں بلند کیں اور آپ کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا:

ان التجار یبعثون یوم القیامۃ فجارا الامن اتقی و برو صدق [18]

مفہوم: بے شک قیامت کے دن تاجر فاجروں میں اٹھائے جائیں گے سوائے اس کے جس نے تقویٰ اختیار کیا، نیکی کی اور سچ بولا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

الحلف منفقۃ للسلعۃ و ممحقۃ للبرکۃ [19]

"قسم مال کو فروخت کرا دیتی ہے مگر برکت کو ختم کر دیتی ہے۔"

جب انسان مال کو فروخت کرنے کے لئے قسم کھاتا ہے تو اس کا مال تو جلد فروخت ہو جاتا ہے لیکن جو اس کے اندر برکت ہونی تھی وہ ختم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے رزق کے اندر بے برکتی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ان مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ تجارت میں ایک تاجر کو دوران تجارت کن کن امور کی پابندی کرنی چاہیے۔ اگرچہ وہ اپنے قول و قرار میں سچا ہے چاہے اسے قسم کھانے سے دوگنا منافع مل سکتا تھا۔ لیکن قسم سے اجتناب کی صورت میں سرکار علیہ السلام کے اس فرمان پر عمل کرنے سے اس کے رزق میں برکت رکھ دی جائے گی جو کہ نا صرف اس کے کاروبار کی پاکیزگی کا موجب ہو گی بلکہ رزق کی بڑھوتری کا سبب ہو گی۔ ایسے امور کو ترک کر دینا چاہیے جو اس کے کاروبار میں خسارے و نقصان کا باعث ہوں اور ایسے افعال کو ترک کر دینا چاہیے جو آخرت میں اس کے عذاب کا باعث بنیں۔

7۔ ذخیرہ اندوزی کرنا:

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا۔ سابقہ زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ تاجر اپنا سامان تجارت مہنگے داموں بیچنے کے لئے مارکیٹ سے عارضی طور پر مال فراہمی روک لیتے تھے جس کا نقصان یہ ہوتا کہ وہ اشیاء جو مارکیٹ میں پہلے سستے داموں خریدار کو مل جاتی تھیں اور آسانی سے ان کو خرید لیتا تھا، جب تاجر ذخیرہ اندوزی کرتے تو وہ اشیاء عام خریدار کی پہنچ سے دور ہو جاتی تھیں یہ معاملہ رکا نہیں بلکہ آج بھی جاری و ساری ہے کہ بڑے تاجر بہت زیادہ مال خرید کر ذخیرہ کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے منڈی میں مال کی کمی واقع ہوتی ہے اور اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ پھر حسب موقع یہ تاجر اس ذخیرہ کیے ہوئے مال کو مہنگے داموں بیچتے ہیں۔ فقہاء نے اس کی درجہ بندی کی ہے کہ اگر کسی چیز کے ذخیرہ کرنے سے مارکیٹ میں عام لوگوں کو نقصان ہوتا ہو کہ لوگوں کو مال ہی میسر نہیں آتا یا عام بھاؤ سے زیادہ قیمت میں خریدنا پڑتا ہے تو ایسا ذخیرہ کرنا حرام ہے۔

CC BY

8۔ جھوٹی بولی دینا:

ایک حدیث پاک میں "لا تناجشوا" کہ بیع نجش نہ کرو۔

بیع نجش یہ ہے کہ خریدنے کے ارادے کے بغیر صرف مال کی قیمت بڑھانے کے لیے بولی دینا۔ مثلاً کوئی چیز بیچی جا رہی ہے جس کے لیے تاجر اپنی اپنی بولی دے رہے ہیں، ان میں سے ایک آدمی جس کا بظاہر لین دین سے کوئی تعلق نا ہو وہ کوئی خریدنا تو نہیں چاہتا لیکن صرف بھاؤ میں گڑبڑ کرنے کے لیے (تاجر کے کہنے پر، خریدار لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اور کمیشن لینے کی خاطر) بولی دے رہا ہے تو اس قسم سے سرکار علیہ السلام نے منع فرمایا اور اسے حرام اور جھوٹ قرار دیا۔

9۔ تجارت میں دھوکا دہی:

موجودہ دور میں ملمع سازی اپنے جوبن پر ہے۔ جھوٹ کو سچ اور غلط کو صحیح بنا کر اس مہارت سے پیش کیا جاتا ہے کہ نگاہیں حیران اور عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ایسی تجارت سے منع فرمایا جس میں کسی قسم کا دھوکا پایا جائے۔ آپ تاجروں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے اور انہیں دھوکہ دہی سے دور رہنے کی تلقین کرتے تھے، کیونکہ اس کی سزا ہلاکت اور عذاب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لا تلقوا الرکبان للبیع و لا یبع بعضکم علی بیع بعض و لا تنا جشوا و لا یبع حاضرۃ لباد و لا تصروا الابل و الغنم[20]

"مال خریدنے کے لیے قافلے والوں کو آگے جا کر نہ ملو تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے، شہری دیہاتی کیلئے خرید و فروخت نہ کرے اور اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کرو"۔

رسول کریم ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں تجارت کی ان متعدد قسموں سے منع فرما دیا جن میں دھوکا پایا جاتا تھا۔ سب سے پہلے آپ نے منڈی میں آنے والے قافلوں کو منڈی پہنچنے سے پہلے آگے جا کر ملنے سے، ان سے چیزیں خریدنے سے منع فرمایا۔

اس کا پس منظر اور وجہ یہ تھی کہ جب دیہاتوں سے آنے والے سادہ کسان لوگ مال بیچنے کیلئے شہروں میں آتے تو کچھ تاجر انہیں باہر جا کر ملتے اور انہیں ایسا تاثر دیتے کہ بازار میں اس چیز کی قیمت بہت مندی ہے جس کو تم لے کر آئے ہو، چونکہ آپ کے ہمارے ساتھ بہت پرانے تعلقات ہیں آپ کے فائدے کی خاطر (دکھاوا کرتے ہوئے کہ ہم آپ سے چیزیں مناسب داموں پر خرید رہے ہیں۔ ہم آپ کا نقصان نہیں ہونے دیں گے) ان سے چیزیں سستے داموں خرید لیتے آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ آپ کا اس سے مقصود یہ تھا کہ یہ لوگ خود شہر میں آئیں حالات دیکھ کر فیصلہ کریں اور کسی بھی قسم کا دھوکا نہ کھائیں۔ اسی طرح کسی مجبور کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے رسول کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ ایسی تجارت جائز نہیں ہو گی۔ جس میں کسی مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا گیا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

OPEN ACCESS
CC BY

"نہی رسول اللہ و عن بیع المضطر و عن بیع الضرر وعن بیع الشر قبل ان تدرك"[21]

"رسول کریم ﷺ نے مجبوری کی تجارت اور دھوکے کی تجارت سے منع فرمایا اور آپ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ پھلوں کو ان کی پختگی سے قبل بیچا جائے۔"

10۔چند ممنوع بیوعات:

آپ ﷺ نے عقد پر عقد کرنے سے منع فرمایا کہ جب ایک سودا طے ہو گیا تو کسی دوسرے مال بیچنے والے سے مل کر اس عقد بیع کو توڑنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اس میں خریدنے والے کو دھوکا ہو گا۔

پھر آپ ﷺ نے **بیع نجش** سے منع فرمایا کہ صرف قیمت بڑھانے کیلئے بولی نہ دو یعنی بولی وہی دے جو خریدنا چاہتا ہے صرف قیمت بڑھانے کیلئے بولی دینے والا خریدار کے ساتھ دھوکا کرتا ہے۔

بیع المصراۃ پھر آپ نے فرمایا کہ اونٹنی یا بکری وغیرہ کو بیچنے سے پہلے ان کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کرو تاکہ خریدار دھوکا نہ کھائے بلکہ ان کا دودھ عمومی انداز میں دوھتے رہو تاکہ خریدار پر اصل صورت حال واضح ہو جائے۔ اسی طرح شہری کو دیہاتی کیلئے بیع کرنے سے منع کر دیا کیونکہ لوگ ایک ابہام رکھ کے اس سے فائدہ اٹھاتے تھے تو یہاں بھی دھوکا پایا جائے گا جو بیع جائز نہیں ہو گی۔ ایسے ہی دھوکے کی بنیاد پر آپ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے بھی منع فرما دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان رسول اللہ ا نہی عن بیع الملامسة و المنابذة[22]

رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرما دیا ہے۔

بیع ملامسہ سے مراد ایسی بیع ہے جو صرف چھونے سے لازم ہو جاتی ہے مثلاً کپڑے کو چھو لیا تو بیع لازم ہو گئی، اس میں خریدار چیز کو دیکھتا نہیں اور بیچنے والا اس چیز کو دکھاتا نہیں اس لیے اس میں نہ دیکھنے کے سبب ایک دھوکا پایا جاتا ہے۔

بیع منابذہ کا مفہوم یہ ہے ایسی بیع جو پھینکنے سے لازم ہو جائے (ایک چیز کو پھینکا جائے اس صورت میں بیع لازم ہو جائے گی۔

اس کی متعدد تعبیریں ہیں اس سب کلام سے مقصود یہ ہے کہ چونکہ ان میں دھوکا ہے اس لیے ان سورتوں کی تجارت جائز نہیں ہو گی۔

اسی طرح آپ نے کنکر پھینکنے اور شک وشبہ والی بیع سے منع فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ بیٹھے فرماتے ہیں کہ:

نہی رسول اللہ ا عن بیع الحصاۃ و عن بیع الغرر

رسول کریم ﷺ نے کنکر پھینکنے اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔

OPEN ACCESS

CC BY

بیع الحصاۃ یا کنکر پھینکنے کی بیع سے مراد ہے کہ مثلاً ایک تاجر کے پاس کپڑوں کا ایک ڈھیر ہو وہ کسی سے ایک کپڑے کا سودا کر لے پھر وہ کہے کہ میں کنکر پھینکتا ہوں جس کپڑے پر کنکر گرے گا وہ آپ کا ہو گا۔چونکہ اس میں کپڑے کو جانچا اور پر کھا نہیں گیا اس لیے دھوکے کی بناپر یہ جائز نہیں ہے۔

بیع الغرر سے مراد وہ بیع ہے جس میں دھوکا اور ابہام ہو مثلا شکاری کہے کہ میں جال پھینکتا ہوں اس میں جتنی بھی مچھلیاں آئیں گی اتنے پیسوں میں تمہاری ہوں گی۔ اب نہ جانے کتنی مچھلیاں آتی ہیں یا ہو سکتا ہے اس جال میں کوئی مچھلی ہی نہ آئے تو اس دھوکے اور ابہام کی بنیاد پر یہ بھی جائز نہیں۔

بیع الحبلہ ،اسی طرح آپ نے حمل والی بیع یعنی مادہ کے پیٹ میں موجود بچے کی بیچ سے بھی منع فرمایا۔حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ

أنه نهى عن بيع الحبلة[23]

ترجمہ: آپ نے حمل والی بیع سے منع فرمایا۔

معدوم چیز کی بیع،رسول کریم ﷺ نے حاملہ جانور کے حمل کی بیع سے منع فرمایا۔اسی طرح رسول کریم ﷺ نے معدوم چیز کی بیع سے بھی منع فرمادیا یعنی جو چیز موجود ہی نہ ہو اس کی بیع نہیں ہو سکتی۔حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نهانى رسول الله ان ابيع ماليس عندى[24]

کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے اس چیز کی بیع کرنے سے منع فرمادیا جو میرے پاس موجود ہی نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

لا تبع ما ليس عندك [25]

مفہوم: اس چیز کا بیچنا جائز نہیں ہے جو تمہارے پاس موجود ہی نہ ہو۔

سٹہ بازی، اس مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں سٹہ بازی ایک ناجائز چیز ہے اور تجارت کا ہر ایسا طریقہ ناجائز ہو گا جس میں کوئی ابہام پایا جائے یا کسی بھی طریقہ سے کوئی دھوکا پایا جائے۔

رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کا خلاصہ اور ان مذکورہ بیوعات کو بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ معاملہ واضح اور شفاف ہونا چاہیے اس میں نہ کسی قسم کا ابہام پایا جائے نہ ہی کسی کی سادگی، کم علمی یا مجبوری سے فائدہ اٹھایا گیا ہو ورنہ وہ تجارت ناجائز ہو جائے گی۔

11۔ خرید و فروخت میں فیاضی اور نرمی سے کام لینا:

CC BY

خرید و فروخت میں ایک تاجر کو نرم مزاج ہونا چاہیے۔ بلاوجہ کسی پر سختی نہیں کرنی چاہیے۔ ایک خریدار اگر اس سے کسی معاملے میں رخصت مانگے تو حسب ضرورت اس کے ساتھ مہلت والا معاملہ اپنانا چاہیے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔ "[26]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک تاجر تھا جس سے لوگوں نے قرض لیا، اور اگر وہ کسی کو نادار دیکھتا، وہ اپنے لڑکوں سے کہتا، "اسے معاف کر دو، شاید اللہ ہمیں معاف کر دے" تو اللہ نے اسے معاف کر دیا۔"[27]

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا کہ جو دیانتدار اور امانت دار تاجر اپنی تجارت میں دیانت وامانت کے لیے کوشش کرے وہ انبیاء اور صدیقین اور صالحین میں سے ہے۔

ایک اور روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ:

يَا عَلِيُّ ! لاتَكُنْ فَتَّاناً، وَلَاتَاجِراً إِلاتَاجِرَ خيرٍ، ولاجَابِيا، فإِنَّ أولئكَ مُسَوِّفُوْنَ فِي العَمَلِ۔[28]

ترجمہ: "اے علی! تو شر انگیز نہ بن، اور نہ تاجر بن مگر تاجر خیر، اور جبراً ٹیکس وصول کرنے والا مت بن، اس لیے کہ یہ لوگ عمل میں (شریعت سے) ہٹے ہوئے ہوتے ہیں۔"

12۔ تجارت میں برکت کے اوقات:

صبح سویرے رزق کی تلاش میں جانا اور تجارت کرنا بھی باعث برکت تجارت ہے۔ "نبی کریم ﷺ تاجر پیشہ صحابہ کو صبح سویرے تجارت کے لیے جانے کی ہدایت کرتے تھے اور خود بھی کسی کام کے کرنے یا سفر کا ارادہ رکھتے تو صبح کے وقت کا انتخاب کرتے۔ حضرت صخر الغامدی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی: اے اللہ! میری امت کے سویرے کے کاموں میں برکت فرما۔"

حضرت صخر روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چھوٹا یا بڑا لشکر روانہ فرماتے تو دن کے اول حصے میں (فجر کے فوراًبعد) روانہ کرتے۔ حدیث کے راوی حضرت صخر خود تاجر تھے اور کوفہ میں رہتے تھے وہ اپنے نوکروں کو صبح ہی مارکیٹ روانہ کرتے تھے، چنانچہ ان کی دولت میں خوب برکت آئی۔ "[29]

13۔ بازار کی نگرانی کا انتظام

نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ مدینہ کے بازار کا جائزہ لینے کے لئے خود تشریف لے جاتے تھے۔ اشیاء کا معائنہ فرماتے۔ حضور علیہ السلام کو اشیاء کی جان پڑتال میں کتنی فراست تھی اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگایا جاسکتا ہے کہ:

CC BY

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلىٰ صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَه فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُه بَلَلًا فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي" [30]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعام کے ایک ڈھیر پر گزرے تو آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو انگلیاں تر ہو گئیں۔ آپ نے پوچھا" اے طعام کے مالک یہ کیا ہے؟!اس نے کہا:اس کو بارش پہنچی ہے یارسول اللہ۔" آپ نے دریافت فرمایا: تم نے اسے طعام کے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ سکیں؟(پھر فرمایا) جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں ہے"۔

گویا وہ طعام (غذا) کا ڈھیر پہلی نظر سے عمدہ اور تروتازہ لگ رہا تھا، لیکن بغور جائزہ لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سمجھ لیا کہ کیا چھپا ہوا ہے، ظاہر ہے، لیکن آپ نے اس کے معیار کو یقینی بنانے کے لیے مکمل جائزہ لیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔

پھر ارشاد فرمایا: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا ”جو ہم سے دھوکا کرے، وہ ہم میں سے نہیں“۔ [31]

نبی کریم ﷺ نے خود مارکیٹ کی نگرانی کے ساتھ ساتھ اس کے انتظام و انصرام کے لیے محتسب مقرر فرمائے جو اشیائے خرید و فروخت کے معیار کو دیکھنے کے علاوہ ناپ تول پر بھی نظر رکھتے تھے۔ ان محتسبین میں مرد صحابہ کرام اور خواتین صحابیات بھی شامل تھیں۔ مرد صحابہ میں حضرت سعید بن العاص، حضرت عبد اللہ بن سعی رضی اللہ عنہما، خواتین صحابیات میں حضرت سمرہ بنت جندت السعدیہ اور شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔ اسی طرح بازار میں تاجروں کی اجارہ داری ختم کرنے اور من مانی سے اشیاء فروخت کرنے کا بھی سدباب فرمایا۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی چیز بیچی جائے تو اس کے نقائص کو بیان کرکے بیچو اور خریدار کو یہ حق نہیں کہ جب کوئی شے خریدے تو اس کے عیب نہ نکالے تاکہ بیچنے والا چیز کی قیمت کو کم کر دے یا اسے وہ شے بیچنے پر مجبور ہو جائے۔

مارکیٹ میں داخلے کے لئے تاجروں اور خریداروں کے لیے بھی کچھ اصول و ضوابط بنائے گئے تھے، مثلاً جو اس میں داخل ہو، وہ اپنے اسلحے کو اس طرح رکھے کہ اس سے لوگوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے، اور یہ بھی ہدایت کر دی کہ راستوں میں کوئی نہ بیٹھے۔

اسلام اور مروجہ نظام تجارت میں فرق:

اسلام کے نظامِ تجارت میں اور آج کے مروجہ نظامِ تجارت میں ایک بنیادی فرق ہے جو ہمیں ذہن میں رکھنا چاہیے۔

دنیا کا جو

CC BY

مروجہ سسٹم ہے اس میں جائز اور ناجائز کی بنیاد مارکیٹ کی طلب پر ہے کہ جو چیز مارکیٹ کی ضرورت بن جائے وہ جائز ہو جاتی ہے اور جو چیز مارکیٹ کے لیے فضول ہو جائے وہ ناجائز ہو جاتی ہے۔یعنی جائز اور ناجائز کا مدار مارکیٹ کی ڈیمانڈ پر ہے۔ لیکن اسلام میں جائز و ناجائز اور حرام و حلال کا فیصلہ آسمانی تعلیمات کی بنیاد پر ہوتا ہے۔اسلام تجارت کے انہی اصولوں کو جائز قرار دیتا ہے جو انسانی اخلاقیات، انسان کی حقیقی ضروریات اور انسانی معاشرے کے دنیوی اور اخروی نفع کے لیے بہتر ہیں۔

نبی کریم ﷺ فرمایا کہ "ایک آدمی سے قیامت کے دن مال کے حوالے سے دو چیزوں کے متعلق سوال ہو گا "من این اکتسبت "مال کمایا کہاں سے تھا؟ اور "وفیما أنفقت "خرچ کہاں پر کیا؟ کمائی کے ذرائع جائز تھے یا ناجائز؟ اور جن چیزوں پر خرچ کیا وہ جائز تھیں یا ناجائز؟ اِن دو باتوں میں سارا معاملہ آجاتا ہے۔کمائی کے ذرائع اور مصرف کے مقامات دونوں جائز ہوں گے تب بات بنے گی ورنہ آدمی گناہ گار ٹھہرے گا۔اسلام نے کمائی کے ذرائع بھی محدود کئے ہیں کہ فلاں ذریعۂ آمدن جائز ہے اور فلاں ناجائز ہے۔ اور خرچ کرنے کے معاملے میں بھی انسان کو کھلی چھٹی نہیں دی گئی کہ جہاں چاہو خرچ کرو بلکہ مصرف کے متعلق بھی واضح کیا ہے کہ فلاں جگہ خرچ کرنا جائز ہے اور فلاں جگہ ناجائز۔ یہی اسلامی معیشت و تجارت کا بنیادی دائرہ ہے۔"

نتیجہ بحث:

اس مکمل آرٹیکل کو لکھنے کے بعد سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں تاجروں کو پیش آمدہ مسائل اور ان کے حل کے لئے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- اپنے ہاتھوں سے کام کرنا اور ہر حلال و جائز خرید و فروخت کرنا پاکیزہ ترین کمائی ہے۔
- جو تاجر تجارت میں امانتداری کو لازم پکڑے جھوٹی قسمیں نہ کھائے، ذخیرہ اندوزی نہ کرے اور اپنے وعدے پورے کرے تو اس کی تجارت عبادت بن جاتی ہے۔
- معاشرے کے ہر فرد کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ ہاتھ سے کما کر کھائے۔دوسروں کے ہدایا اور تبرعات سے اجتناب کرے۔
- ہر تاجر کو لازم ہے کہ وہ کسی کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھائے، نا کسی کو دھوکا نہ دے، حرام چیز کی تجارت نہ کرے اور سودی کاروبار نہ کرے۔
- تاجر کے لئے صرف حرام سے اجتناب پر اکتفاء کرنا لازم نہیں بلکہ اسے مواقعِ شبہات اور شک و تہمت کے مقام سے بھی احتراز کرنا چاہئے۔
- تاجر خرید و فروخت میں دیانت دار، بردبار ہو، دھوکہ یا فریب نہ کھاتا ہو اور نہ فریب دیتا ہو، خواہ نفع کا کتنا ہی موقع کیوں نہ ہو۔

CC BY

- روزی میں برکت لوٹ مار سے نہیں امانتداری سے آتی ہے۔
- تاجر پر لازم ہے کہ وہ خریداروں سے ہر ممکن نرمی کرے۔ اس سے اسے دنیا اور آخرت کی عزتیں ملیں گی۔
- ایسا تاجر کے جو اپنے معاملات میں خدا ترس رہا ہو، لوگوں سے حسنِ سلوک کیا ہو اور ہر معاملے میں سچائی کا دامت تھامے رکھا ہو اس کا مقام صدیقین و شہداء کے ساتھ ہو گا۔
- اللہ کے رسول ﷺ نے خرید و فروخت میں استغفار کی تاکید فرمائی ہے۔
- .لوگوں کی ضروریات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اشیاء کی اجارہ داری کرنے اور ان کی قیمتوں میں اضافے سے بچو۔
- ایک تاجر کو صدقہ، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ اس سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

سفارشات

یہ بات خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رہنی چاہیں کہ ہماری تجارت ہمیں عبادات اوراعمال صالحہ سے غافل نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہمارا دیا ہوا مال علانیہ و پوشیدہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو خسارہ اور نقصان سے پاک ہے۔[32]

اگر مذکورہ بالا امور کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو تجارت دنیا داری نہیں دین بن جاتی ہے اور محض کمائی کا ذریعہ نہیں عبادت بن جاتی ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کے انوار ہر تاریکی و تنگی ختم کرنے کیلئے کافی ہیں۔ بشرطیکہ کوئی ظلمتیں کا فور کروانے کی طلب تو رکھے۔

تاجروں کو چاہیے کہ تاجر تجارتی جد و جہد پوری کریں لیکن رزق حلال کے طرق کی پاسداری کو بھی فراموش نہ کرے۔ حکومت وقت کو چاہیے ان کے تجارتی معاملات کی کڑی نگرانی کرے تاکہ جہاں تاجر اپنا حلال کاروبار کرتے ہوئے ناجائز منافع خوری اور دیگر حرام معاملات سے بچے رہیں وہاں اس کے ثمرات غریب و نادار لوگوں تک بھی پہنچیں ان کے لئے بھی اپنی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کا موقع ملتا رہے۔ یہ نا ہو کہ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جائے اور نتیجہ پورے معاشرے کی تباہی کی صورت میں ظاہر ہو۔

مصادر و مراجع

[1] سورة الاحزاب 33/ 21

[2] (سيرة المصطفى ، مولانا محمد ادريس كاندہلوى متوفى 1974ء،الطاف اينڈ سنز کراچی،سيرة المصطفى ١/٩٦

[3] ایضاً

OPEN ACCESS
CC BY

[4] طبرانی ، سلیمان بن احمد ،(المتوفی: 360ھ)، دار الفکر الطبعه: الأولی: 1427ھ ، معجم الکبیر،رقم الحدیث 929،

[5] سیرۃ النبی ، مولانا شبلی نعمانی متوفی 1914ء ،علامہ سید سلمان ندوی متوفی 1953ء، ادارہ اسلامیات لاہور، ص 134

[6] واقدی، امام الحافظ یوسف بن البر الواقدی،دار المعارف القاھرۃ،کتاب المغازی، 3: 943

[7] الطلاق،2/65،3

[8] الماوردی،امام ابوالحسن علی بن محمدبن حبیب الماوردی،قانونی کتب خانہ کچہری روڈ لاہور ،احکام السلطانیہ، ص272،/شرح الشفاء، علامہ احمد بن محمد بن عمر خفاجی متوفی 1069 ھ،شبیر برادر لاہور، نسیم الریاض، شرح الشفاء، 1: 471

[9] القشیری ،مسلم بن الحجاج ابو الحسن النیسابوری (المتوفی: 261ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت،صحیح مسلم، رقم الحدیث 1598

[10] جامع ترمذی ،باب ما جاء فی النہی عن بیعتیین ،

[11] البخاری ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل الجعفی متوفی 256ھ،دار طوق النجاۃ، صحیح بخاری،رقم الحدیث2083

[12] صحیح مسلم، رقم الحدث1606

[13] ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی ، ، ابو عیسی (المتوفی: 279ھ)، شرکۃ مکتبه مصطفی البابی الحلبی مصر،جامع ترمذی ، رقم الحدیث1208

[14] ترمذی ،رقم الحدیث 1209

[15] جامع صغیر صفحہ 203،بحوالہ شمائل کبری جلد 2 ص17

[16] مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث: ۲۲۱۸۶، مصنف ابن ابی شیبۃ ، امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم العبی (المتوفی: 235ھ)، مکتبہ الرشد الریاض

[17] مصنف ابن ا بی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۲۲۰۱

[18] ترمذی شریف رقم الحدیث 1210

[19] صحیح بخاری رقم الحدیث 2087

[20] موطا امام مالک، رقم الحدیث 2702، امام مالک بن ا نس (المتوفی: 179ھ)، مؤسسه زاید بن سلطان آل نہیان للاعمال الخیریه والانسانیه ابو ظبی الامارات

[21] بیہقی،امام أبو بکراحمد بن الحسین بن علي، (المتوفی: 458ھ)، دار الکتب العلمیه، بیروت لبنات ،السنن الکبری للبیہقی ، رقم الحدیث 1077 ، دار الکتب

[22] السنن الکبری بیہقی، رقم الحدیث 10866، دار الکتب العلمیه، بیروت

[23] سنن النسائی، رقم الحدیث 4518

OPEN ACCESS

[24] جامع ترمذی ، رقم الحدیث 1233 ،

[25] السنن الکبری للبیہقی،رقم الحدیث 10422،

[26] صحیح بخاری رقم الحدیث 2076

[27] صحیح بخاری، رقم الحدیث 2078۔

[28] طحاوی ،امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملك (المتوفی: 321)، مؤسسہ الرسالہ،شرح مشکل الآثار للطحاوی حدیث نمبر: 2086

[29] جامع ترمذي، حديث 968

[30] صحیح بخاری، رقم الحدیث 102

[31] ابن حبان،امام محمد بن حبان الدارمی، (المتوفی: 354ھ)، مؤسسہ الرسالہ بیروتصحیح ابن حبان، حدیث: 4983

[32] سورۃ الفاطر35/ 29

OPEN ACCESS
CC BY